شعوب و قبائل کا قرآنی فلسفہ اور عصر حاضر میں اس کے ساتھ تعامل

حافظ محمد طاہر المصطفیٰ* اور محمد عمر راحیل**

خلاصہ:

قرآن مجید میں شعوب و قبائل کا مقصد انسانوں کے مابین رنگ و نسل اور قومیت میں اختلاف کی وجہ تعارف و پہچان بتایا گیا ہے۔ یہ واضح کیا گیا کہ عند اللہ تکریم صرف متقی کی ہو گی۔ اسی فلسفہ کے لیے نبی اکرم ﷺ کو "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" کا حکم ہوا۔ دور حاضر میں "لِتَعَارَفُوا" کی تفہیم میں تین مختلف جہات ہیں: (۱) انسان کے نسب کی پہچان مقصود ہوتی ہے۔ جیسے فلاں سید ہے۔ (۲) چند مخصوص خاندانی بری خصلتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یہ پہلو تضحیک کا معنی اپنے ضمن میں لیے ہوتا ہے۔ (۳) تعارف و پہچان کا ایک غلط طریقہ یہ بھی اپنایا گیا کہ کم ظرف اور بری عادات کے مالک لوگ اپنی خفت مٹانے کے لیے اپنی نسبت ایسے خاندان سے کرتے ہیں جن کی پہچان ایک باعزت گھرانے کے طور پر ہوتی ہے۔ اسلام میں حسب و نسب کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ دور حاضر میں مؤخر الذکر دو جہتوں کی وجہ سے لوگ اپنے حسب و نسب سے دوری اختیار کر سکتے ہیں اور یہ خاندانی نظام کے ٹوٹنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ جبکہ یورپ میں آج بھی شیفرڈ، ٹیلرز جیسے الفاظ ان کے ناموں کے ساتھ ملتے ہیں جس کو عار محسوس نہیں کیا جاتا۔ اس مقالے میں شعوب و قبائل کے فلسفے کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔

کلیدی الفاظ: شعوب، قبائل، فلسفہ، تعامل، معاشرہ

زمانہ قدیم میں انسانی قبائل میں اختلافِ احوال کی وجہ سے ذریعہ معاش بھی مختلف ہے۔ ایک گروہ اپنے معاش کے لیے ایک کام سرانجام دیتا تو دوسرا کوئی اور کام سرانجام دیتا تھا۔ انسان اپنی تمام ضروریات کا کفیل خود بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے ایک گروہ اپنی تیار کردہ اشیاء کو دوسرے گروہ کی اشیاء کے ساتھ

* لیکچرار، یونیورسٹی آف لاہور، پاکپتن کیمپس، پنجاب

** ڈائریکٹر، میزان ریسرچ انسٹیٹیوٹ ساہیوال، پنجاب

تبدیل کر کے گزر بسر کر لیتا تھا۔ اس بنا پر مختلف قبائل اپنے مخصوص پیشوں کے ساتھ مشہور ہو گئے۔ اور مثلا لکڑی کا کام کرنے والے بڑھئی، لوہے کا کام کرنے والے لوہار، چمڑے کا کام کرنے والے موچی، کپڑے سلائی کرنے والے درزی، بکریاں چرانے والے چرواہے وغیرہ، مختلف قبائل کی یہ پہچان ان کے ذریعہ معاش کی وجہ سے تھی۔ انسانوں میں جمعیت کا جذبہ وطن اور رنگ کی بنیاد پر بھی رہا ہے۔ جیسے براعظم یورپ میں رہنے والے یورپی اقوام، ایشاء میں رہنے والے ایشیائی لوگ کہلاتے ہیں ہیں، اسی طرح مختلف اوطان کے افراد کی جمعیتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جیسے جاپانی قوم، چینی قوم، وغیرہ، انسانوں کی یہ قبیل داری ان کو جہاں پہچان بخشتی تھی وہاں یہ باہمی رواداری، حمیت، مشکل حالات سے نبرد آزمائی میں معاونت اور صلہ رحمی کا کام بھی دیتی تھی۔ علامہ ابن خلدون کے نزدیک یہ نسبی قرابت جتنی زیادہ ہو گی صلہ رحمی کا جذبہ اتنا ہی زیادہ شدید ہو گا۔ اگر قرابت نزدیک کی ہو اور دونوں کا خون بھی ایک ہی ہو تو شفقت و خیر اندیشی بھی زیادہ ہوتی ہے اور عزیز کی مصیبت کی خبر پاتے ہی آدمی پھڑک اٹھتا ہے۔ اگر قرابت دور کی ہو اور تعلقات واقعی فراموش ہو کر محض اتحاد نسب کی شہرت باقی رہ گئی ہے تو اس حالت میں بھی ہر شخص اپنے ایسے اقرباء کی حمایت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس حالت میں وہ رنج و ملال نہیں ہوتا جو ایک قریبی عزیز کی تکلیف سے ہوتا ہے۔[۱]

اسلامی ان تمام تفریقات کے مقابلہ میں امت مسلمہ کو ایک ایسی اجتماعیت عطا کرتا ہے جس کی بنیاد رنگ و نسل یا علاقہ پر نہیں ہے بلکہ ایسے "کلمہ سواء" پر ہے جو رافت رحمت اور امن کا ضامن ہے۔ اللہ تعالی نے بھی انسان کی ذریت و نسل کا تعارف کرواتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[۲]

اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے بیشک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے۔

۱۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ تاریخ ابن خلدون، لاہور : الفیصل ناشران، ۲۰۰۸، جلد اول، ص: ۲۳۴

اا الاحزاب،۴۹، ۱۳

۲۔ الاحزاب،۴۹، ۱۳

اس آیت میں درج ذیل پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔

ا: انسان کی تخلیق ایک مرد اور ایک عورت سے ہوئی۔

۲: شعوب وقبائل کا بننا فطری امر ہے۔

۳: شعوب وقبائل کا مقصد وحید تعارف ہے۔

تخلیق انسان میں یکسانیت کے حوالہ سے پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

فرمایا اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو، تمہاری نسل کا سلسلہ اس ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے۔ تمہارا مادہ تخلیق بھی یکساں ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی اور نادانی ہے۔[1]

شعوب وقبائل سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق مفسرین کے ہاں مختلف اقوال ہیں: علامہ بغوی لکھتے ہیں: شعوب شعب کی جمع ہے۔ یہ قبائل کی اصل کو کہتے ہیں۔ جیسے ربیعہ، مضر، اوس، خزرج وغیرہ، اور ان کو شعوب اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ بکھرتے ہیں۔ جیسے درخت کی شاخوں کے جھنڈ کو "شعب اغصان الشجر" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی بکھرتی ہیں، شعب کا لفظ متضاد معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے شَعَبَ: جمع کرنا، شعب: فرق ڈالنا۔ ایک شعب میں کئی قبائل ہوتے ہیں۔ جیسے قبیلہ بنو بکر یہ ربیعہ کا حصہ ہے۔ اور بنو تمیم قبیلہ مضر سے ہیں۔[2]

ایک قول یہ بھی کی گیا ہے کہ شعوب سے مراد عجم لوگ ہیں اور قبائل سے مراد عرب لوگ ہیں اور اسباط بنی اسرائیل میں ہوتے ہیں[3] ابو ورق نے یہ قول کیا ہے کہ:

> الشعوب الذین لایعتزون الی احد، بل ینتسبون الی المدائن والقری، والقبائل العرب الذین ینتسبون الی آبائهم[4]
>
> شعوب سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی کی طرف بھی منسوب نہیں ہوتے، بلکہ وہ شہروں اور بستیوں کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور قبائل سے مراد وہ عرب ہیں جو اپنے آباء واجدا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

---

[1] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جلد: ۴، ص: ۶۰۰

[2] بغوی، حسین بن محمود، ابو محمد، معالم التنزیل، ریاض: دارالعلمیہ للنشر والتوزیع، ۱۴۱۲، جلد: ۲۶، ص: ۳۴۷ ۵

[3] ایضا، ص: ۳۴۸

[4] ایضا

علامہ قرطبیؒ نے شعوب و قبائل پر متعدد اقوال جمع کیے ہیں ان کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے:

۱: جوہری کہتے ہیں:

الشِعب : ماتشعب من قبائل العرب والعجم ، والجمع الشعوب والشعوبيه: فرقة لاتفضل العرب على العجم ، واماالذى فى الحديث : ان رجلا من الشعوب اسلم ، فانة يعنى من العجم، والشعب القبيلة العظيمه،و هو ابو القبائل الذى ينسبون اليه، اى: يجمعهم ويضمهم

۲: وقيل ان الشعوب بطون العجم ، والقبائل بطون العرب

۳:قال ابن عباس فى روايه:ان الشعوب الموالى،والقبائل العرب

۴:قال القشيرى: وعلى هذا؛فالشعوب من لايعرف لهم اصل ،ولا نسب؛ كالهند،والجيش والترک،والقبائل من العرب

۵:الماوردى: يحتمل ان الشعوب هم المضافون الى النواحى والشعاب،والقبائل هم المشتركون فى الانساب[1]

امام رازی احکام القرآن میں لکھتے ہیں: مجاہد اور قتادہ سے مروی ہے کہ شعوب سے دور کی رشتہ داریاں مراد ہیں اور قبائل سے قریب کی رشتہ داریاں اس لئے کہا جاتا ہے "بنو فلاں و فلاں "(فلاں فلاں قبیلے)[2] مندرجہ بالا تمام تعبیرات سے شعوب و قبائل کے درج ذیل معانی سامنے آتے ہیں:

شعوب:

کسی بھی قبیلہ کی اصل، غیر عرب، افراد کا ایسا اجتماع جس میں اتحاد شہروں اور بستیوں کی بنا پر ہو، ایسی جگہ جہاں سے عربوں اور عجموں میں جدائی پیدا ہوتی ہو، ایسا فرقہ جو عربوں کو عجمیوں پر فضیلت نہ دیتا ہو، موالی، دور کی رشتہ داریوں کو شعب کہا جاتا ہے۔

قبائل:

کسی شعب کا ذیلی جز، صاحب نسب عرب، وہ لوگ جو نسب میں مشترک ہوں۔

---

[1]- قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، بیروت مؤسسہ الرسالہ، ۲۰۰۶، جلد: ۱۸ص؛۴۱۵-۴۱۶

[2]- جصاص، ابواحمد بن علی رازی، احکام القرآن، مصر، دار احیاء الکتب العربیہ ، ۱۴۱۲ھ، جلد: ۴

راقم کے نزدیک اگران تمام تعبیرات کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ افراد کا باہمی تعلق دو بنیادوں پر ہوتا ہے:

وطن اور قوم کی بنیاد پر: اس بنیاد پر بننے والے اجتماع کو شعوب کہا جاتا ہے۔ چینی ،لبنانی، امریکی، برطانوی،اسرائیلی وغیرہ

نسب کی بنیاد پر: اس بنیاد پر بننے والے تعلق کو قبیلہ کہا جاتا ہے۔ جیسے مغل، پٹھان آرائیں، گجر، وغیرہ

ابو عبید نے لکھا ہے کہ شعب قبیلہ سے بڑا ہوتا ہے قبیلہ کے بعد فصیلہ ،فصیلہ کے بعد عمارہ، عمارہ کے بعد بطن،اور بطن کے بعد فخذ ہوتا ہے۔[1]

اس بنا پر دور حاضر میں ہر قبیلہ کے ماتحت فصیلہ جات ہیں جن کو پنجاب کی روایتی اصطلاح میں گوت کہا جاتا ہے۔ جیسے پنجاب میں آرائیں برادری کے ماتحت درج ذیل گوتیں ہیں: مہر، چوہدری، وغیرہ

مغل: مرزا، بیگ، لوہار، چغتائی وغیرہ

وٹو: مانیکا، بادیکا، ملّیکا، کا لیکا، موبیکا، تیجیکا وغیرہ

جٹ: سندھو، وڑائچ، گھمن وغیرہ

رانا: راؤ، رامے، رائے وغیرہ

ان شعوب وقبائل کا بننا ایک فطری عمل ہے۔ اس کے بنیادی اسباب ذریعہ معاش، وطن، رنگ، نسل میں اختلاف ہیں۔ اگر قرآن مجید کے انداز کلام پر غور کیا جائے تو بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ باری تعالی نے اس آیت میں جو افعال استعمال کیے ان میں صیغہ جمع متکلم کا ہے ہے جو کی اس بات پر شاہد ہے کہ رنگ ونسل ،ذریعہ معاش میں اختلاف پر جو شعوب وقبائل بنائے گئے ہیں ان میں بھی حقیقی فاعل اللہ تعالی کی ذات ہی ہے جس نے ایسے اسباب مہیا کیے۔ اس لیے مسبب الاسباب کے مقصد کو اولین ترجیح دی جائے گی۔ اس کے متعلق ارشاد ہے " لتعارفوا "یعنی پہچان کے لیے یہ شعوب وقبائل بنائے گئے ہیں

ابو حیان اندلسی نے "تعارفوا" کی دو قرائتیں بیان کی ہیں، ان کے نزدیک "لتعارفوا" کو "تعرفو" بھی پڑھا گیا ہے۔ اگر اسے "لتعارفوا" پڑھا جائے تو پھر اس پر داخل لام، لام کی ہو گا، اور اگر اس کو عرّف فعل سے پڑھا جائے تو پھر یہ "تعرفو" ہو گا۔ اور اس پر داخل لام، لام امر ہو گا۔ بصورت اول معنی یہ ہو گا کہ ہم نے شعوب وقبائل بنائے تاکہ تمہاری پہچان ہو سکے۔ اور بصورت دوم معنی یہ گا کہ تمہارے شعوب وقبائل

[1]۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، بیروت مؤسسہ الرسالہ، ۲۰۰۶، جلد: ۱۸، ص:۴۱۶

اس لیے بنائے گئے تاکہ تم ضرور بالضرور جانو کہ اللہ کے نزدیک تم سے سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو متقی ہے۔[1]

یہ توشعوب وقبائل کاقرآنی فلسفہ ہے جس میں یہ واضح طور پر بیان کردیا گیاہے کہ اس رنگ ونسل کے فرق سے کسی کو بھی کسی پر کسی طرح کی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ مولانا محمد حنیف ندوی اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

"اس آیت میں اس حقیقت کبری کااظہار فرمایاہے کہ معیار فضیلت جنسیت نہیں ہے۔ مرد ہونا نہیں ہے۔اور نہ عورت ہونا۔نہ کنبہ اور قبیلہ کا اختصاص ہے۔اور یہ اس نوع کے سارے اختیارات محض تعارف کے لئے ہیں۔ معیار فضیلت یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ اور پرہیز گاری کے جذبات موجزن ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ تمام تقریبات جو انسانوں نے فضیلت اور برتری کے اظہار کے لئے وضع کررکھی ہیں بے معنی ہیں۔ وہ دولت کو بزرگی کا معیار قرار نہیں دیتا۔بتوں اور رفاہیئت کو وجہ اعزاز نہیں سمجھتا۔اس کے نزدیک عبادت اور فخر کے لئے تعلیم یافتہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ بڑی بڑی تعلیمی ڈگریوں کی کالے اور گورے کی تمیز بھی مہمل ہے۔اس کے نزدیک وہ معزز اور محترم ہے۔ جس کا دماغ خشیت الٰہی کے خیالات سے مزین ہے اور جس کا قلب تقویٰ وصلاح سے معمور ہے۔ گویا وہ فضیلت اور بزرگی کے لئے جو پیمانہ مقرر کرتاہے۔وہ جسم کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا روح سے وابستہ ہے۔قرآن کہتاہے۔تم ظاہری ٹھاٹ اور وجاہت کو نہ دیکھو۔چہروں کے رنگ وروغن کو ملاحظہ نہ کرو!اور کھال کی سفیدی اور برائی سے دھوکہ نہ کھاؤ۔بلکہ یہ دیکھو۔کہ باطن کیساہے ان خوبصورت مجسموں میں جو روح موجود ہے۔ وہ کن محامد سے متصف ہے۔ کھال کی عمدگی پر نہ جاؤ۔اندر کی طرف جھانک کر دیکھو۔کہ اس گوری اور چٹی کھال کے اندر مکروہ ذہن اور روح تو نہیں ہے۔ کیونکہ ہوسکتاہے۔کہ جس کے پاس بے اندازہ ہلاکت ہو۔ وہ اخلاق کے لحاظ سے بالکل قلاش ہو۔اور بظاہر معزز اور اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والا خصائل کے اعتبار سے ذلیل اور کمینہ ہو۔اسلام کے نقطِ نگاہ سے کوئی دنیوی تفریق انسانوں کو عزت اور ذلت کے دو گروہوں میں تقسیم نہیں کرسکتی۔اور کوئی مصنوعی امتیاز یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس کی وساطت سے انسانیت کو تولا اور ناپا جائے۔بجز قلب کی سلامتی اور دماغ کی پاکیزگی کے۔[2]

---

[1]- ابو حیان اندلسی محمد بن یوسف، البحر المحیط،بیروت: دارلکتب العلمیہ، ۱۹۹۳، الجزء الثامن،ص: ۱۱۶

[2]- حنیف ندوی،مولانا، سراج البیان،لاہور: ملک سراج الدین سنز اینڈ پبلیشرز،جلد :۵،ص:۱۲۳۵۔س۔ن

مگر دورِ حاضر شعوب و قبائل کو اس مقصدِ وحید کے علاوہ بھی دیگر تین مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ ذیل میں اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱: چند مخصوص خاندانی بری خصلتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے

یہ پہلو تضحیک کا معنی اپنے ضمن میں لیے ہوتا ہے اس کی مثال کیلئے میں قاری سے معذرت چاہوں گا۔

سنیارا: ناپ تول میں کمی کرنا، نائی: بے صبرا، تیلی: بے وفا، جٹ: یار،

کھوکھر: مونچھوں والہ، جولاہا: سادہ سمجھ، لوہار: کاریگر، جوئیہ: کھچرا، مراثی: نمازی، سید: سخی،

آرائیں: خالی پیٹ، شیخ: کنجوس، بھٹی: دلیر[1]

ان خاندانوں میں سے جن کی پہچان اچھی نہیں ہے جیسے سنیارا، نائی، تیلی، جولاہا، مراثی، وغیرہ کے افراد کو تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور ایسا صرف خاندانوں میں ہی نہیں بلکہ قبائل میں بھی ہوتا ہے جیسے کہ پنجابی اشخاص اکثر پٹھانوں کے بارے میں لطیفے بناتے ہیں اور انہیں بیوقوف سمجھتے ہیں جبکہ پٹھان اکثر سرداروں کے بارے میں یہی انداز اپناتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اگر اسی سوچ کو ہم ذرا وسیع انداز میں دیکھیں تو مغرب ایشائی اقوام کو کم فکر اور کج فہم سمجھتا نظر آتا ہے۔ اس لیے ایسے خاندانوں سے منسلک افراد اپنے آپ کو کسی ایسے خاندان کی طرف منسوب کرنا لازمی سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کو یا تو تحفظ محسوس ہوتا یا باعزت معاشرتی تشخص برقرار رہے۔

۲: انساب میں میل ملاپ کا سبب

علامہ ابن خلدون انساب کے میل ملاپ کی وجوہات کے متعلق لکھتے ہیں:

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ ایک قوم و قبیل کا آدمی دوسرے قبیلہ میں جا ملتا ہے کبھی اس وجہ سے کہ دوسرے قبیلہ سے قرابت و رشتہ ہو جاتا ہے۔ یا دوسرے قبیلہ کا حلیف و مددگار ہونے سے یہ باہمی تعلق مستحکم ہو جاتا ہے۔ یا کسی قبیلہ کے ولا میں آکر اپنے آپ کو اس میں شامل کر لیتا ہے۔ یا کسی جرم کا مرتکب ہو کر اپنی قوم اور قبیلہ سے بھاگتا ہے اور جس قبیلہ میں موقع پاتا ہے گھس بیٹھتا ہے اور آہستہ آہستہ اس نئے قبیلہ کے نسب کا مدعی ہو کر انہی میں شمار ہونے لگتا ہے اور اس قبیلہ سے عصبیت قائم ہو جانے پر خود بھی اس کا دردمند اور خیر خواہ ہوتا ہے۔ اور وہ قبیلہ بھی رفتہ رفتہ اسے اپنے میں شامل کر کے اس کے عادات و اطوار سے منفعل و متاثر ہونے لگتا ہے۔ اور جب یہ فوائد و ثمرات مترتب ہو گئے تو پھر اس میں کیا شک رہا کہ وہ اس

---

[1] - 17:12HTTPS://WWW.YOUTUBE.COM/WATCH?V=2YWUEUNJ-MI,DATED:06-03-2018 .

قبیلہ میں سے ہے کیونکہ کسی قوم میں ایک آدمی کے شمار ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ اس قوم کے احوال و اطوار میں شریک ہے۔ پس غیر قبیلہ کا آدمی جب کسی قبیلہ میں یہ مرتبہ پیدا کرلیتا ہے تو وہ بالکل اسی قوم کا آدمی بن کر وقت گزارنے کے ساتھ اپنے پہلے نسب کو بھول جاتا ہے اور اس کی اصلیت کو جاننے والے بھی مر کھپ جاتے ہیں۔ اور عام لوگوں کی نگاہ سے راز اصلی چھپ جاتا ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے قوم کی شاخوں میں فتور پڑتا اور جاہلیت واسلام کے زمانہ میں عرب و عجم میں قوموں کا ملاپ ہوتا رہا۔[1]

دور حاضر میں تبدیلیِ انساب کی درج ذیل وجوہات بھی پائی جاتی ہیں:

- پیسے کی ریل پیل ہونے کی وجہ سے
- تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے
- کسی اچھے منصب پر پہنچنے کی وجہ سے

اچھے خاندانوں کے ساتھ رشتہ داریاں

بعض لوگ ان وجوہات کی بنا پر اپنے قبیلہ یا خاندان سے تعلق ختم کردیتے ہیں یا انتہائی کم کردیتے ہیں۔ اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ یا تو اپنے سابقہ خاندان سے منسوب ہونا بھی گوارا نہیں کرتے۔ جیسے، مراسی سے ہاشمی یا کچھ تو سیّد ہونے کے دعویدار بن جاتے ہیں اور معاشرہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ پھر ان کے تعلق کی بنیاد نسل نہیں بلکہ کفو ہوتا ہے۔ جس سوسائٹی یا ماحول میں وہ کام کرتے ہیں اپنے تعلقات بھی پھر اسی سوسائٹی اور ماحول کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں اور اس خاندانی رقابت کو بہت پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔ انسان کے اپنے انساب بدلنے کے مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں:

- حمایت کی کمی
- خاندانی پہچان کے معدوم ہونے کا خدشہ
- خاندانی نظام کے ٹوٹنے کا اندیشہ

۳: انسان کی ترجیحات کی بنیاد

انسان ہمیشہ سے ہمیشہ تک اپنے لیے اشیاء کا انتخاب ترجیحات کی بنیاد پر کرتا چلا آیا ہے اور یہ ترجیحات ہمیشہ سے انسان اپنی ضروریات اور مفادات کی بنیاد پر قائم کرتا آیا ہے اور چونکہ شعوب اور قبائل انسان کی

[1] ابن خلدون، عبدالرحمن ابن خلدون، مقدمہ تاریخ ابن خلدون، لاہور، جلد اول، ص: ۲۳۵

ضروریات کی فراہمی اور مفادات کا تحفظ کرتے ہیں اس لیے انسان اپنی اسی پہچان کو اپنی ترجیحات قائم کرنے کی بنیاد بناتا ہے جس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ [1]

اور تمہیں کسی قوم کی (یہ) دشمنی کہ انہوں نے تم کو مسجدِ حرام (یعنی خانہ کعبہ کی حاضری) سے روکا تھا اس بات پر ہرگز نہ ابھارے کہ تم (ان کے ساتھ) زیادتی کرو، اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ (نافرمانی کرنے والوں کو) سخت سزا دینے والا ہے۔

اس آیۃ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے انسان کی اس ترجیحی پہلو کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے حکم دیا کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں ابھارے اسی طرح سورۃ مائدہ میں ہی دوسری جگہ گواہی کی ادائیگی کے حوالہ سے حکم دیا گیا کہ کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے گواہی اور عدل میں فرق نہیں پڑنا چاہیے یعنی کہ یہ سب احکام دلالت کرتے ہیں کہ انسان اپنے اسی قبائلی نظام کی بنیاد پر ترجیحات کا تعین کرتا ہے لیکن اسلام ترجیحات کے اس تعین کو شعوب و قبائل سے موڑ کر عدل واعتدال کے تابع کرنا چاہتا ہے اور نبی مکرم ﷺ کی تعلیمات سے بھی ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ جب شعوب و قبائل اور عدل و اعتدال مدمقابل آجائیں تو ترجیحات احکام ربانی کے تابع کر دی جاتی ہیں اسی لیے وہ مشہور روایت "اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کٹوادیتا" [2] یہی سمجھاتی نظر آتی ہے۔

نتیجہ بحث:

اسلام کے احکام کو سمجھنے کے لیے اسلام کی بنیادی خصوصیت دین فطرت کو مدنظر رکھنا انتہائی اہم ہے۔ اسلام اشیاء پر احکام لگانے کی بجائے اشیاء کی حیثیتوں پر حکم لگاتا ہے اور تمام حیثیتوں کی اہمیت کو برقرار رکھتے ہوئے اشیاء کے ساتھ جوڑ کر منظم ترین انداز میں معتدل ترین شکل میں پیش کر دیتا ہے۔ ایسا ہی کچھ شعوب و قبائل کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے احکام دیئے گئے ہیں۔ اسلام مرد عورت کو جدا جدا کرتا ہے

[1] ۔ المائدہ، ۵،۳۲

[2] ۔ النیسابوري، مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیري، الجامع الصحیح مسلم، جلد دوم، حدود کا بیان، حدیث ۱۹۱۷

لیکن مساوات کا قائل ہے۔ اسلام غریب کو مستحق اور صاحب نصاب پر زکوٰۃ فرض کر دیتا ہے لیکن انصاف کا قائل ہے۔ اسلام عالم اور بے علم کو برابر نہیں مانتا لیکن عدل کا قائل ہے۔ یہی صورتحال یہاں پوشیدہ ہے اسلام ذات، قبیلہ اور بستی کو انسان کی معرفت کا سبب قرار دیتا ہے لیکن عزت کا معیار تقویٰ قرار دیتا ہے۔ انسان کی معرفت کے چار بنیادی پہلوؤں میں سے پہلا پہچان کے ساتھ جڑی مثبت اشیاء جو تفاخر کا باعث اور دوسری طرف تضحیک کا پہلو لیے ہوئے ہیں جبکہ تیسرا پہلو معرفت کے ساتھ نسب کی بنیاد پر میل ملاپ ہے اور آخری پہلو اسی معرفت اور میل ملاپ کی بنیاد پر ترجیحات کا تعین ہے۔

اب یہ تینوں پہلو ابتداء سے انتہاء تک اور مختصر ترین سے لے کر وسیع ترین سطح تک یعنی مائیکرو سے میکرو لیول تک منطبق ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں جس میں انسانی فطرت کی خصوصیت کہ جب بھی اپنے بارے میں گفتگو کی تو مثبت پہلو نمایاں اور جب دوسرے کے بارے میں گفتگو کی تو منفی نمایاں رکھا جانا بھی شامل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کئی شعوب اور قبائل چند خصوصیات کی بنیاد پر معتوب ٹھہرتے ہیں اسی لیے تبدیلی نسب یا ذات ایک عمومی رویہ ہے جو کہ پاکستان میں بہت عام ہے لیکن اس تبدیلی ذات کے نتائج اسلام کے نظام اعتدال وحیا جو کہ خاندانی نظام کی بقا سے وابستہ ہے کے لیے نقصان دہ اور خطرناک ہو سکتے ہیں کہ خاندانِ نظام کو تباہ بھی کر سکتے ہیں اسی لیے خاندانی نظام کی بقاء اور اعتدال و توازن برقرار رکھنے کے لیے نظام شعوب و قبائل کی حفاظت از حد ضروری ہے۔

منابع

۱. القرآن الکریم
۲. نیشاپوری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کراچی: قدیمی کتب خانہ جلد دوم، حدود کا بیان، حدیث ۱۹۱۷
۳. ابن خلدون، عبدالرحمٰن ابن خلدون، مقدمہ تاریخ ابن خلدون، لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۰۸ء
۴. الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۸۸ء
۵. بغوی، حسین بن محمود، ابو محمد، معالم التنزیل، ریاض: دارالعلمیہ للنشر والتوزیع، ۱۴۱۲ھ
۶. قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، بیروت مؤسسہ الرسالہ، ۲۰۰۶ء
۷. جصاص، ابواحمد بن علی رازی، احکام القرآن، مصر، دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۴۱۲ھ
۸. قرطبیؒ، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، بیروت مؤسسہ الرسالہ، ۲۰۰۶ء
۹. حنیف ندوی، مولانا، سراج البیان، لاہور: ملک سراج الدین سنز اینڈ پبلیشرز، س۔ن
۱۰. HTTPS://WWW.YOUTUBE.COM/WATCH?V=2YWUEUNJ-MI, DATED:06-03-17:1212018.